بھارت آزاد ہو چکا تھا لیکن آزادی کی لڑائی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ بھارت میں کئی آزاد ریاستیں تھیں۔ ان ریاستوں کو بھارت میں شامل ہونے یا آزاد رہنے کا حق حاصل تھا جس کی وجہ سے نیشنل کانگریس کا مکمل بھارت کا خواب ادھورا رہ گیا تھا۔ ان ریاستوں کے آزاد رہنے کی وجہ سے بھارت کے کئی ٹکڑے ہونے کے امکانات تھے۔ پرتگالی اور فرانسیسی حکومتوں نے بھارت کے کچھ حصوں پر اپنا اقتدار چھوڑا نہیں تھا۔ لیکن بھارت نے ان مسائل کو تدبر کے ساتھ حل کیا۔ اس سبق میں ہم اسی کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

آزاد ریاستوں کا بھارت کے ساتھ الحاق : بھارت میں چھوٹی بڑی چھ سو سے زیادہ ریاستیں تھیں۔ عدم تعاون تحریک کی وجہ سے ان ریاستوں میں سیاسی بیداری کا آغاز ہو چکا تھا۔ ان ریاستوں میں عوامی تنظیمیں قائم ہونے لگیں۔ عوامی تنظیمیں (پرجا منڈل) یعنی ریاست کے عوام کے مفادات اور ان کے سیاسی حقوق کے لیے لڑنے والی عوامی تنظیمیں۔ ۱۹۲۷ء میں ان تمام عوامی تنظیموں کو ملا کر ایک کل ہند پرجا پریشد (عوامی مجلس) قائم کی گئی۔ اس کی وجہ سے ان ریاستوں میں تحریکوں کی راہ ہموار ہو گئی۔ آزادی کے بعد ان ریاستوں کے الحاق کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے وزیرِ داخلہ ولبھ بھائی پٹیل نے نہایت مدبرانہ راستہ ڈھونڈ نکالا۔ انھوں نے ان ریاستوں کے حکمرانوں کو اعتماد میں لے کر سب کے لیے قابلِ قبول 'انضمامی منشور' تیار کیا۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل

سردار پٹیل نے ریاستوں کے حکمرانوں کو یہ باور کرایا کہ بھارت میں ان ریاستوں کی شمولیت کس طرح ان کے لیے فائدہ مند ہے۔ ان کے اس اعلان کو ریاستوں کی جانب سے مثبت ردِّ عمل ملا۔ جوناگڑھ، حیدرآباد اور کشمیر کو چھوڑ کر تمام ریاستیں بھارت میں شامل ہو گئیں۔ ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ سردار پٹیل نے نہایت سخت موقف اختیار کرتے ہوئے حل کیا۔

جوناگڑھ کا الحاق : جوناگڑھ سوراشٹر کی ایک ریاست تھی۔ یہاں کے عوام بھارت میں شامل ہونا چاہتے تھے لیکن جوناگڑھ کے نواب پاکستان میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ان کے اس فیصلے کی عوام نے سخت مخالفت کی۔ نواب پاکستان چلے گئے اور فروری ۱۹۴۸ء میں جوناگڑھ کا الحاق بھارت کے ساتھ ہو گیا۔

سقوطِ حیدرآباد : حیدرآباد بھارت کی سب سے بڑی دیسی ریاست تھی جس میں تیلگو، کنڑ اور مراٹھی لسانی علاقے شامل تھے۔ یہاں نظام کی مطلق العنان حکومت تھی۔ ریاست میں شہری اور سیاسی حقوق کا فقدان تھا۔ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے ریاست حیدرآباد کے عوام نے تلنگانا کے علاقے میں آندھرا پریشد، مراٹھواڑہ کے علاقے میں مہاراشٹر پریشد اور کرناٹک کے علاقے میں کرناٹک پریشد نامی تنظیمیں قائم کیں۔ ۱۹۳۸ء میں سوامی رامانند تیرتھ نے حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس قائم کی۔ نظام نے اس تنظیم پر پابندی عائد کر دی۔ حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کو منظور کروانے اور جمہوری حقوق حاصل کرنے کے لیے جدوجہد شروع ہو گئی۔ اس جدوجہد کی قیادت سوامی رامانند تیرتھ جیسے مجاہد نے کی۔ انھیں نارائن ریڈی اور سراج الحسن ترمذی جیسے ساتھیوں کا

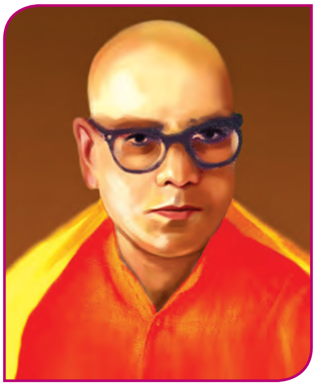

سوامی رامانند تیرتھ

تعاون حاصل تھا۔ پی وی نرسمہا راؤ اور گووند بھائی شراف ان کے وفادار پیروکار تھے۔

جولائی ۱۹۴۷ء میں حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس نے ریاست حیدرآباد کے بھارت کے ساتھ الحاق کی تجویز منظور کی لیکن نظام نے بھارت مخالف موقف اختیار کیا۔ وہ پاکستان کے ساتھ حیدرآباد کے الحاق کی تیاریاں کرنے لگے۔ نظام کے معاون قاسم رضوی نے حیدرآباد کے عوام کے بھارت کے ساتھ الحاق کے مطالبے کو مسترد کرنے کے لیے 'رضاکار' نامی تنظیم قائم کی۔ قاسم رضوی اور ان کے ساتھیوں نے غیر مسلموں اور بھارتی جمہوریت کی حمایت کرنے والے مسلمانوں پر بھی سختیاں کیں جس کے خلاف عوامی غصہ بھڑک اُٹھا۔ بھارتی حکومت نظام کے ساتھ مصالحت کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن نظام کی جانب سے مثبت ردّعمل کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔ آخرکار بھارت حکومت نے ۱۳/ستمبر ۱۹۴۸ء کو نظام کے خلاف پولس کارروائی شروع کر دی۔ اس کا کوڈ نام 'آپریشن پولو' تھا۔ بالآخر ۱۷/ستمبر ۱۹۴۸ء کو نظام نے سپردگی اختیار کر لی۔ ریاست حیدرآباد کا الحاق بھارت کے ساتھ ہو گیا۔ ریاست کے عوام کی جدوجہد کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ اس لڑائی میں آریہ سماج نے نمایاں خدمات انجام دیں۔

سقوطِ حیدرآباد میں مراٹھواڑے کا تعاون: اس لڑائی میں سوامی رامانند تیرتھ، باباصاحب پرانجپے، گووند بھائی شراف، اننت بھالے راؤ، آشاتائی واگھمارے مانک چند پہاڑے وغیرہ نے اہم کردار ادا کیا۔

'وندے ماترم' تحریک کے ذریعے طلبہ نے بھی سقوطِ حیدرآباد میں حصہ لیا۔ سقوطِ حیدرآباد کے دوران وید پرکاش، شیام لال، گووند پانسرے، بہرجی شندے، شری دھرورتک، جناردھن ماما، شعیب اللہ خان وغیرہ نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ان کی قربانیوں نے بھارتیوں کے دلوں کو جوش سے بھر دیا۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ سقوطِ حیدرآباد کی لڑائی میں مراٹھواڑہ کے رہنماؤں اور عوام نے نمایاں کردار ادا کیا۔

سقوطِ حیدرآباد کا دن یعنی ۱۷/ستمبر کو 'مراٹھواڑے کا یومِ آزادی' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو مراٹھواڑہ آزاد بھارت میں شامل نہیں تھا۔ یہ علاقہ عوامی جدوجہد کے نتیجے میں ۱۹۴۸ء میں بھارت میں شامل کیا گیا۔

مسئلۂ کشمیر : ریاستِ کشمیر کے راجا ہری سنگھ نے آزاد رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پاکستان کا ارادہ کشمیر کو اپنے ساتھ شامل کرنے کا تھا جس کے لیے پاکستان ہری سنگھ پر دباؤ ڈالنے لگا۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی ایما پر مسلح دراندازوں نے کشمیر پر حملہ کر دیا۔ تب کہیں ہری سنگھ نے بھارت کے ساتھ الحاق کے معاہدے پر دستخط کیے۔ کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کے بعد وہاں بھارتی فوج بھیج دی گئی۔ فوج نے کشمیر کے بڑے حصے کو دراندازوں سے آزاد کروایا۔ البتہ کچھ حصہ پاکستان کے قبضے ہی میں رہا۔

فرانسیسی نوآبادیات کا الحاق : بھارت کی آزادی کے بعد بھی چندرنگر، پدوچیری، کاریکل، ماہے اور یانم پر فرانسیسی قابض تھے۔ یہاں کے عوام بھارت میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے بے چین تھے۔ بھارتی حکومت نے مطالبہ کیا کہ یہ علاقے بھارت کا حصہ ہیں اس لیے انھیں بھارت کے حوالے کر دیا جائے۔ فرانس نے ۱۹۴۹ء میں چندرنگر میں استصوابِ رائے کروایا جس میں عوام نے بھارت کے حق میں فیصلہ دیا۔ لٰہذا چندرنگر کو بھارت کے حوالے کر دیا گیا۔ بعدازاں فرانس نے دیگر علاقے بھی بھارت کو سونپ دیے۔

گوا کی آزادی کی لڑائی : پرتگال نے اپنے قبضے والے بھارتی علاقے بھارت کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس علاقے کو حاصل کرنے کے لیے بھارتیوں کو جدوجہد کرنا پڑی۔ اس لڑائی میں ڈاکٹر ٹی بی کُنہا سرفہرست تھے۔ انھوں نے پرتگالی حکومت کے خلاف عوامی بیداری پیدا کی۔ اس مقصد کے تحت انھوں نے گوا کانگریس کمیٹی قائم کی۔ ۱۹۴۵ء میں ڈاکٹر کنہا نے ممبئی میں 'گوا یوتھ لیگ' قائم کی۔ ۱۹۴۶ء میں انھوں نے گوا جا کر

ڈاکٹر ٹی بی کُنہا

تقریر کرنے پر پابندی کا قانون توڑا۔ انھیں آٹھ برس قید کی سزا سنائی گئی۔ ۱۹۴۶ء میں ہی ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے گوا کی آزادی کے لیے ستیہ گرہ شروع کیا۔ انھوں نے پابندی کے قانون کو توڑتے ہوئے مڈگاؤں میں تقریر کی جس کی وجہ سے پرتگالی حکومت نے انھیں شہر بدر کر دیا۔

اسی دوران گجرات کے 'دادرا' اور 'نگر حویلی' کی پرتگالی نوآبادیوں کی آزادی کے لیے 'آزاد گومنتک' پارٹی قائم کی گئی۔ ۲/ اگست ۱۹۵۴ء کو اس پارٹی کے جوانوں نے مسلح حملہ کرکے دادرا اور نگر حویلی کو پرتگالیوں سے آزاد کروایا۔ اس حملے میں وشوناتھ لونڈے، راجا بھاؤ واکنکر، سدھیر پھڑکے، نانا صاحب کاجریکر وغیرہ شامل تھے۔

۱۹۵۴ء میں 'گوامکتی سمیتی' قائم کی گئی۔ اس کمیٹی نے مہاراشٹر سے ستیہ گرہیوں کی کئی ٹکڑیاں گوا بھیجیں جن میں این جی گورے، سیناپتی باپٹ، پیٹر الوارس، مہادیو شاستری جوشی اور ان کی اہلیہ سدھا تائی شامل تھیں۔ موہن رانا ڈے 'گوامکتی تحریک' کے سرگرم رہنما تھے۔ پرتگالی حکومت نے ستیہ گرہیوں پر بے حد ظلم کیا جس کے بعد بھارت میں اس کے خلاف عوامی غصہ تیز ہوگیا۔

گوا کی آزادی کی لڑائی نے شدت اختیار کرلی۔ بھارتی حکومت پرتگالی حکومت کے ساتھ گفت وشنید کررہی تھی لیکن کوئی فائدہ نظر نہیں آرہا تھا۔ آخرکار بھارتی حکومت نے بحالتِ مجبوری فوجی طاقت استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ دسمبر ۱۹۶۱ء میں بھارتی فوج گوا میں داخل ہوگئی۔ نہایت قلیل مدت میں پرتگالی فوج نے ہتھیار ڈال دیے۔ ۱۹/ دسمبر ۱۹۶۱ء کو گوا پرتگالیوں کے قبضے سے آزاد ہوگیا۔ بھارت کی سرزمین سے سامراج ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ صحیح معنوں میں بھارت کی آزادی کی لڑائی اختتام پذیر ہوئی۔

مشق

(۱) صحیح متبادل کا انتخاب کرکے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ بھارت میں چھوٹی بڑی چھ سو سے زیادہ .... تھیں۔

(الف) حکومتیں　　(ب) دیہات

(ج) ریاستیں　　(د) شہر

۲۔ جوناگڑھ، .... اور کشمیر کو چھوڑ کر تمام ریاستیں بھارت میں شامل ہوگئیں۔

(الف) اوندھ　　(ب) جھانسی

(ج) وڈودرا　　(د) حیدرآباد

(۲) درج ذیل بیانات وجوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ بھارت کے ساتھ جوناگڑھ کا الحاق ہوگیا۔

۲۔ بھارتی حکومت نے نظام کے خلاف پولس کارروائی شروع کی۔

۳۔ ہری سنگھ نے بھارت کے ساتھ الحاق کے معاہدے پر دستخط کیے۔

(۳) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ ریاستوں کے الحاق میں سردار پٹیل کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

۲۔ سقوطِ حیدرآباد میں سوامی رامانند تیرتھ کی خدمات واضح کیجیے۔

سرگرمی

'سقوطِ حیدرآباد' کے موضوع پر تصاویر اور معلومات حاصل کیجیے۔ تاریخ کی جماعت میں اس پر مبنی جدولوں کی نمائش منعقد کیجیے۔

A54SPA